

ایس ایم سراج الحق

معاوضہ

پولیس والوں کو یہ کسہا نے ضرور پڑھنی چاہئے۔



دفتر محصول کے خزانچی نے آخری آدمی سے بھی رقم لے کر دراز میں رکھتے ہوئے اطمینان کا سانس لیا۔ صبح سے دوپہر تک بے شمار لوگوں سے محصول وصول کرتے کرتے وہ نمک چکا تھا۔ اس نے گھر کی جانب دیکھا۔ آفس بند ہونے میں ابھی پچیس منٹ اور باقی تھے۔ وہ کرسی پر نیم دراز ہو کر پچامک کی طرف دیکھنے لگا۔ محصول کی وصولیابی کا یہ کاؤنٹر اصل عمارت سے کچھ فاصلے پر واقع تھا۔ اس کے پاس صرف ایک چپٹر اس تھا جو بیک وقت مسلح گارڈ کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتا تھا مگر آج وہ بھی چھٹی لے کر جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پچامک پر ایک ٹیکسی آکر رکی اور اس میں سے ایک دہلا تپلا سا شخص اتر ا۔ اس نے ایک ملگیا سا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں نیلے رنگ کا لفافہ تھا اور دوسرے میں درمیانے سائز کا ایک بیگ۔ وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ خزانچی نے کاہلی سے دراز کا تالا کھولا اور اس کے آنے کا منتظر رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس شخص نے خزانچی کو لفافہ دیتے ہوئے اپنے اوپر باندھ شدہ محصول کی بابت دریافت کیا اور خود کوٹ کی اندرونی جیب کو ٹٹولنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد خزانچی سر اوپر اٹھاتا ہوا بولا: "جناب آپ کے کاغذات تو۔۔۔" مگر بات پوری کرنے کے بجائے وہ حیرت و خوف سے اجنبی کی جانب دیکھنے لگا جس کے ہاتھوں میں اب ہلکی رائفل نظر آ رہی تھی اور جس کے چہرے کی مصو میت گرجھکی میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اس نے غضبناک لہجے میں آہستہ سے کہا: "اگر تمہیں اپنے بیوی بچوں سے محبت ہے تو میرے کہنے کے خلاف کچھ نہ کرنا۔" خزانچی کا دماغ سن اور اس کا تمام جیم پسینے سے تر ہو گیا۔ اس نے گھٹی گھٹی آواز میں بولنے کی کوشش کی مگر صرف تھوک نکل کر رہ گیا۔ دفعہ اسے

الارم کی گھنٹی کا خیال آیا اس نے ککھیلوں سے لیٹرے کی جانب دیکھا جو بدستور اس کو گھور رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ میز کی جانب بڑھایا جس کے نتیجے میں ابھرا ہوا بین اس کو ان گہانی مصیبت سے بچا سکتا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی ہمت عود کر آئی وہ آہستگی سے اپنا ہاتھ نیچے کی جانب سرکا تا رہا۔ اچانک رائفل کی نالی اس کے سینے سے ٹکرانی اور ساتھ ہی ایک خصلت آواز نے اس کو گھبرا دیا۔ "زیادہ تیز اور چالاک بننے کی کوشش مت کرو" وہ سفاکی سے بولا "میں تم کو قتل کر کے بھی اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ یہ رائفل کیلئے کھلا ہے۔" اس نے رائفل کی نالی اس کے چہرے پر گھماتے ہوئے کہا: "خزانچی پر کیکپی طاری ہو گئی۔ اسے اپنی تمام حسین مشن ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ اس نے گھبرا کر انہی کی جانب دیکھا۔ مجبوری آنکھوں اور ہلکے سیاہی مائل گھونگھریالے بالوں کے نیچے عجیب وحشت زدہ سا چہرہ تھا اس کے ہونٹ کا بائیں حصہ خونخاک حد تک اندر کو دھنس کر دوسری طرف نکل گیا تھا اور کئی گندے گندے اور بد نما سے دانت باہر کی طرف نظر آ رہے تھے! "مگر تھوڑی دیر قبل تو وہ اچھی صورت کا آدمی تھا" اس نے سوچا۔ اسی لمحے وہ عزایا "نما موشی سے تمام رقم اس پتیلے میں ڈال دو" وہ اپنا بیگ اندر ڈالتا ہوا بولا "جلدی کرو" وہ کھڑکی کے اندر آدھے دھڑ سے داخل ہو گیا تھا۔ بلبو کا ایک تیز بچپکا سا خزانچی کو اپنی ناک میں گستا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے جلدی جلدی بیگ میں رقم ڈالنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے بیگ دیتا ہوا بولا۔ "مگر تم باہر کیسے جا سکو گے یہاں پر اتفاق سے سنتری موجود نہیں ہے لیکن باہر تو کئی سنتری موجود ہیں"

"جیسے آیا تھا" اس نے خنقرہ سار وکھا جواب دیا پھر وہ اس کی طرف گھورتا ہوا غرایا۔ "اس وقت چار بجے ہیں سب رنگ ڈانٹ"



خدا حافظ

ڈرائیور چمک پڑا۔ ایسی گھنگو اس سے قبل کسی مسافر نے نہیں کی تھی وہ اس کو مشتعل نظروں سے دیکھنے لگا اب تک جتنی رقم اس کے ہاتھ میں تھی وہ سب بڑے نوٹوں پر مشتمل تھی اور اس کا اندازہ تھا کہ ابھی اس سے کئی گنا رقم بیگ میں موجود ہے وہ ڈرائیور کی مشتعل نگاہوں کا مطلب سمجھتا ہوا بولا ”تمہارا خیال صحیح ہے میں کوئی نیک آدمی نہیں ہوں۔ اور یہ رقم میں نے دفتر محصول سے وصول کی ہے!“

”تو کیا تم نے دفتر محصول کو لوٹا ہے؟“ ڈرائیور تقریباً پچھتے ہوئے بولا ”چلو تم لوٹنا ہی سمجھ لو کہ میں میرا خیال ہے میں نے صرف اپنا حق وصول کیا ہے۔“ وہ ایک تھک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ”مگر تم اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔“ اس نے تھکانہ انداز سے کہا اور ساتھ ہی ڈرائیور کو کوٹ کی اندرونی جیب میں داخل کی ہلکی سی جھلک نظر آئی۔ ٹیکسی ایک جھبے کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ وہ تھوڑی دیر تک اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا رہا جب ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ قریب کی ایک عمارت کی طرف روانہ

پانچ منٹ باقی ہیں ٹیکسک پانچ منٹ بعد تم حسب معمول اپنا کمیشن کس لئے کمرشل عمارت کی طرف جاؤ گے۔؟ اس لمحے باہر سے کسی کے کھنکارنے کی آواز سنائی دی اور لیٹر اچھل کر دفاعی پوزیشن میں آتا ہوا سرگوشی میں بولا ”مگر تم نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“ مگر پھر واپس جاتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی لیٹر اور دوازے کی ادھ میں دکتا ہوا باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے خزا پنچ نے فیصلہ کیا اگر میں اس پر حملہ کر دوں تو۔۔۔۔۔؟ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔۔۔ مگر فوراً لیٹر اچھل پڑا۔ ”غالباً وہ کوئی چوکیدار تھا۔“ خزا پنچ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا پانچ بج چکے تھے۔ وہ خزا پنچ کو باہر آنے کی ہدایت کرتے ہوئے بولا ”چلو۔! میری ہدایت پر عمل کرو۔!“ اور خزا پنچ کو با دل نخواستہ اس کی ہدایت کے مطابق خالی کمیشن کس کو اس انداز میں اٹھانا پڑا جیسے وہ بھرا ہوا ہوا اور بوجھل قدموں سے عمارت کی طرف مڑ گیا۔ لیٹر تھوڑی دیر تک اس کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر وہ ہولے سے مسکرایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی ٹیکسی ابھی پہلے گھنٹی پر پہنچتی تھی کہ پولیس کی ہنگامی گاڑی تیز رفتاری سے دفتر محصول کی طرف مڑ گئی۔ وہ زیر لب مسکرایا۔ ٹیکسی تیز رفتاری سے راستے کر رہی تھی۔ پانچ منٹ بعد اس نے ڈرائیور کو پانچ ڈالر کا نوٹ بڑھاتے ہوئے ٹیکسی روکنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی فٹ پاتھ سے لگا دی۔ اور معذرت کرتے ہوئے بولا ”جناب میرے پاس ریز گاری نہیں ہے!“

”خیر کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔! وہ بیگ کی زنجیر کھوتے ہوئے بولا۔ اس نے جڑی بے نیازی سے کچھ نوٹ باہر نکالے اور ایک ڈالر کا نوٹ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا ”باقی تمہارا انعام ہے۔“ پھر وہ ایک ادائے خاص سے مسکرایا اور بولا ”میرے پاس کافی رقم موجود ہے۔“

مئی سنہ

ہو گیا۔ وہ وقار کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بیرونی دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ اب وہ دوسری شاہراہ پر تھا۔ اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک بس کو روکنے کا اشارہ کیا اور اس میں بیٹھ گیا۔ چار پانچ اسٹاپ گزرنے کے بعد اس نے بس بھی چھوڑ دی اب وہ دوسری ٹیکسی میں سوار تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی اسٹن سے تیس میل دور ایک چھوٹے سے مکان پر دستک دے رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے دروازہ ایک جھکے کے ساتھ کھل گیا۔ اس کے سامنے ایک درمیانی عمر کی دکھن عورت کھڑی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ نوادار سے اس کے آنے کا سبب دریافت کرتی وہ اس کو ساتھ لیتا ہوا مکان میں داخل ہو گیا۔ وہ جری تیزی سے دروازے کی چٹائی چڑھتا ہوا عورت کی طرف مڑا اب اس کے ہاتھوں میں ایک بار پھر رائفل نظر آ رہی تھی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا ”ارسل کہاں ہے؟“

”ارسی۔۔۔ ارسل۔۔۔ وہ تو۔۔۔ وہ قید خانے میں ہے۔! عورت اس کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ”قید خانے میں ت۔! نوادار دمنہ ٹیرھا کرتا ہوا بولا۔۔۔ یہ تم اس لئے کہ رہی ہو کہ اس نے تمہیں گزشتہ کئی برس سے اپنی محبت کی خوش فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے۔۔۔ تم غالباً اس سے اندھی محبت کرتی ہو۔۔۔ سنا ہے تم ہر ہفتے قید خانے میں اس سے ملاقات کے لئے جاتی ہو۔ حالانکہ وہ خاصی دور واقع ہے۔۔۔۔۔ سنو وہ ہمیشہ تمہیں قریب دیتا رہا ہے۔۔۔ اور شاید تمہیں نہیں معلوم وہ تین دن قبل قید خانے سے رہا بھی ہو چکا ہے اور آج کل مصافحات میں ایک دوسری عورت کے ساتھ رنگ ریاں منار رہا ہے!

”معم جھوٹے ہو!“ وہ موجودہ صورتحال کو نظر انداز کرتی ہوئی تیزی سے بولی ”اگر وہ قید خانے سے رہا ہوتا تو سیدھا یہاں آتا۔۔۔۔۔“ اس نے تین دن قبل مجھے فون کیا تھا کہ

وہ رہا ہونے والا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس کے رہا ہونے میں تاخیر ہوگئی ویسے بھی اسکی رہائی میں ابھی پانچ سال کی دیر ہے!“

”اس کے باوجود بھی تم مجھے جھوٹا کہہ رہی ہو۔۔۔ واقعی تم اس سے بہت شدت سے محبت کرتی ہو!“

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم جھوٹے ہو میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ مگر تم کون ہو؟“ وہ پھیری ہوئی بولی۔ وہ اب اس سے مرعوب نہیں معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے ٹیکھے ٹیکھے نقوش کچھ اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔

وہ رائفل صوفے پر پھینکتے ہوئے بولا۔۔۔ ”شہلی۔۔۔ میری پیاری شہلی کیا تم نے مجھ کو اب تک نہیں پہچانا؟“ وہ اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”ارسی۔۔۔ ارسی۔۔۔ یہ تم ہو؟“ اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ”ارے تم کتنے بدل گئے ہو۔۔۔ اور یہ تمہارے چہرے کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ تمہارے خوبصورت بال۔۔۔“ وہ تقریباً چلاتے ہوئے بولی۔

”دربس درست ہے۔! وہ ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ”دربس درست ہے۔۔۔ یہ بتاؤ فون پر میں نے جو چیزیں بتائی تھیں وہ تم نے خریدیں۔!“

”ہاں۔۔۔ یہ تو۔!“ وہ ایک بندل بٹھاتے ہوئے بولی۔ پہلے تو مجھے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ تم فون پر مخاطب ہو مجھلا یہ پولیس والے بھی اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں!“

”اچھا میں دس منٹ بعد تم سے مکمل تفصیل کے ساتھ گفتگو کروں گا۔“ وہ غسل خانے کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

اس نے رقم کا تھیلہ غسل خانے کے فرش پر الٹ دیا۔ فرش پر لاتعداد چھوٹے اور بڑے نوٹ بکھر گئے، ان میں کچھ رسیدیں اور کاغذات شامل تھے اس نے نوٹ یکجا کر کے دوبارہ تھیلے میں ڈال دیئے، اور رسیدیں سب رنگ ڈانچٹ

دو غیر گٹر میں ڈال دیے۔ اب اس نے اپنے جسم سے کپڑے اتارنا شروع کر دیے۔ پتھری دیر بعد اس کے جسم پر صرف زیر جامہ رہ گیا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا محلول روئی میں بھگو کر چہرے پر مٹے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے چہرے سے پلا سٹک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے الگ ہوتے چلے گئے۔ اس نے ہولے سے اپنے جڑے کو دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے عجیب و غریب کا پلا سٹک کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا۔ اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے گٹر میں ڈال دیا۔ اب وہ واش بیسن کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو پانی سے میریز کر کے محلول کے چند قطرے ڈال دیے۔ پھر وہ کافی دیر تک اپنے بال اس میں ڈالے رہا۔ چند منٹوں میں اس کے بالوں کی رنگت سرٹھی مائل ہوتی چلی گئی۔ اس نے آئینے میں اپنی شکل کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے ٹوئٹہ پیسٹ نکالا اور کافی دیر تک اپنے دانت دھوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سفیدی مائل ہونے لگے۔ اب اس نے شہابی کا دیا ہوا بنڈل کھول ڈالا اس میں تمام مردانہ ملبوسات موجود تھے۔ اس نے اپنے آٹائے ہوئے تمام کپڑے بھی گٹر میں ڈال دیے۔

بیس منٹ بعد وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا شہابی سے گفتگو کر رہا تھا۔

”اے..... وہ ٹیکسٹ وہ لمحات یقین مانو شہابی اگر تمہارے خطوط اور محبت بھری کھٹگو میرا ساتھ نہ دیتی تو میں نہ جانے کب کا جیل کی تنگ و تنار ایک کوٹھڑی میں خود کو ہلاک کر لیتا۔“

”ہاں وہ ایک بھیانک تجربہ تھا..... جب پولیس والوں نے تمہیں زبردستی گرفتار کر لیا تھا مجھے ہوش میں تمہاری گرفتاری کا علم ہوا تھا اور بہت مشکل سے انہوں نے مجھے تمہارے پاس جانے کی اجازت دی تھی۔“

”اگر وہ کینٹ باگن پہلے ہی خود کو ظاہر کر دیتا تو مجھے پانچ سال جیل کی ان صعوبتوں کو برداشت نہ کرنا پڑتا۔“

”لیکن صرف اتنی سی بات پر کہ تمہاری شکل باگن سے ملتی جلتی تھی انہوں نے باقاعدہ گواہ بھی تیار کر لیے؟“ شہابی اس کو چاٹنے کا کپ دسیتے ہوئے بولی۔

”دراصل ان گواہوں کو بھی غلط فہمی ہوئی تھی۔ حالانکہ بار بار کے دوسرے دکاندروں نے اس بات کی گواہی دی تھی کہ



کیا آپ اپنی گاڑی ہلانے کی زحمت کرتی تھے۔ مجھے کسی قدر عجلت ہے۔

جس وقت بنگ لٹ گیا تھا اس وقت میں اپنی دکان پر موجود تھا؟
 "لیکن اتنی زیادہ مشابہت کے سبب معنی گواہ بھی
 کوئی فرق محسوس نہ کر سکے۔"

دیر ہنگن کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ وہ ایک ماہر
 میک اپ میں ہے! اسل چائے کی چٹکی لیتے ہوئے بولا "اس
 نے بار بار مجھے دکان پر بیٹھے دیکھا ہوگا۔ اگرچہ میرا قد قدامت
 اس سے ملتا جلتا ہے اس لئے اس نے مجھے دوسرے کی نسبت
 ترجیح دی ہوگی۔"

"اب آئندہ کے لئے تم نے کیا سوچا ہے؟"
 "یہاں پر تو ہماری کافی بدنامی ہو گئی ہے اس لئے ہمارا
 یہاں رہنا مناسب نہیں ہے!"

"تمہارا خیال صحیح ہے۔۔۔ تمہارا فون اتنے ہی میں نے
 روانگی کی تیاری شروع کر دی تھی۔ ایک نرس کو کہیں بھی ملازمت
 مل سکتی ہے اور صرف ایک ماہ گھڑی سا رہے ہو۔ ہمیں نئی زندگی شروع
 کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔"

مذہب بھی نہیں! اسل اپنی نشست سے اٹھتا ہوا بولا
 "میں نے سہجہ کیا ہے کہ میں پولیس کو ایسا سبق دوں گا کہ وہ
 آئندہ کے لئے کسی کو صرف غلط فہمی کی بنا پر گرفتار نہ کر سکے۔"
 "تمہیں تمہیں؟۔۔۔ شہتی اس کو شانوں سے بھجھوڑتے
 ہوئے بولی "پولیس کو قریب دینا آسان نہیں!"

"میں بھی سمجھتا ہوں۔۔۔" لیکن میں نے جو قدم اٹھایا
 ہے اس میں کہیں بھی جھوٹ نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ میں ضرور
 کامیاب رہوں گا! اسل اس کو دوبارہ صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولا
 "لیکن تمہیں پولیس اس پانچ سال کے عرصے کا
 معاوضہ بھی تو دے گی؟"

"وہ لوگ معاوضہ دینے پر تیار ہیں لیکن اس بات پر
 تیار نہیں ہیں کہ اپنی غلطی کی تہنیت کریں۔۔۔ انہوں نے مجھے

مچکے پر رہا کیا ہے۔۔۔ اور یہ بھی اتفاق ہے کہ ہاگن اپنے ضمیر
 کے ہاتھوں مجبور ہو کر پہلے مجھ سے معافی مانگنے آیا تھا اگر نہ ملے
 پولیس مجھ کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوتے دیتا؟"

"کچھ بھی ہو۔۔۔ میں تم کو یہ قدم نہیں اٹھانے دوں گی!
 "تم فکر نہ کرو! وہ اسے شانوں سے تھپکتا ہوا بولا۔۔
 "مجھے صرف دو دن حالات کا جائزہ لینے دو اس کے بعد ہم جنوب
 کی طرف مضافات میں پلے جائیں گے جہاں پر ہم با آسانی معزز
 شہریوں میں شمار کئے جا سکیں گے۔"

"تم ان سب باتوں کو بھلا کیوں نہیں دیتے ہو اسل"
 شہتی اضطراب سے بولی

"نہیں۔۔۔ میں وہ ازیت ناک لمحے فراموش نہیں کر سکتا!
 "اسی لمحے دروازے پر دستک سنائی دی۔۔۔ کون ہو
 سکتا ہے؟۔۔۔ وہ خود سے بولی۔ "پولیس" وہ کانپ گئی۔۔۔
 "نہیں تمہیں خدا کرے پولیس نہ ہو۔! اس نے اسل کی طرف
 دیکھا جو بدستور بند دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک وہ
 شہتی سے بولا۔ "اگر یہ پولیس ہے تو شاید ہم کل ہی جنوب کی طرف
 روانہ ہو جائیں!"

دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔۔۔ "کون ہے؟۔۔۔ شہتی
 جھلائی ہوئی بولی

"جیکب۔۔۔ پولیس سارجنٹ! باہر سے حکمانہ آواز
 سنائی دی۔

شہتی اس کی طرف معنی خیز انداز سے دیکھنے لگی!

"کوئی بات نہیں۔۔۔ آئے دو اب ہم تمام حالات میری
 مرضی کی مطابق ہو رہے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے خود میں نے ہی ایسے
 حالات پیدا کر دیئے تھے کہ پولیس اس طرف کاربند کرے۔۔۔
 دروازہ کھول دو میں اس کا استقبال کروں گا! شہتی نے آگے بڑھ
 کر دروازہ کھول دیا۔

سب رنگ ڈھنگ

”اور ہوسٹر اسل موجود ہیں۔۔۔ جیکب اندر داخل ہوتا ہوا بولا۔
 ”کیوں کیا بات ہے؟“ شہلی بے رنجی سے بولی
 ”کوئی خاص بات نہیں۔۔۔ ایک کیس کے سلسلے میں ہمیں
 اسل کی ضرورت ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں خیروں میں دفتر محصول کے لوٹے جانے
 کی خبر ہم نے سنی تھی؟“ اسل جیکب کی طرف حقارت سے دیکھتے ہوئے بولا
 ”لیکن اس کا ہم سے کیا تعلق؟“ شہلی پریشانی سے بولی
 ”تعلق پیدا کرنا ہمارا کام ہے میڈم؟“ جیکب مسکراتا ہوا بولا
 ”مگر مجھ پر شک ہے تو گواہ لاؤ۔“ وہ پھلتا ہوا بولا۔ محض
 سابق ستر یا قسہ ہونا ہی تو جرم کی نشانی نہیں۔“

کچھ دیر بعد اسل تھانے میں سپرنٹنڈنٹ کے
 سامنے اعتماد سے بیٹھا۔

”خاموش بیٹھو“ سپرنٹنڈنٹ درجے بولا۔ ”پھر
 وہ جیکب سے بولا۔ ”ٹیکسی ڈرائیور کو بلاؤ۔“
 ”ٹیکسی ڈرائیور سے پیر تک اس کا جائزہ لیتا ہوا بولا!
 ”نہیں جناب یہ وہ شخص نہیں ہے میری نگاہیں دھوکا نہیں کھا
 سکتیں۔ لیکن قذوقامت میں یقیناً یہ اس کے برابر ہے۔“
 ”بس تو چالان پیش کرو۔“ اسل طنز پر انداز میں بولا
 ”بکو اس مت کرو۔“ جیکب اس کو ڈانٹتا ہوا باہر چلا
 گیا۔ مٹھوڑی دیر بعد وہ خزانچی کے ہمراہ آیا اور ٹیکسی ڈرائیور کو
 باہر جانے کا اشارہ کیا۔

”میں دعوے سے کہتا ہوں جناب کہ میں اس کو پہچان
 لوں گا۔ بس قذوقامت میں وہ آپ سے کم تھا۔“
 ویسے۔۔۔ جیکب اس کی بات کاٹ کر اسل کی جانب
 اشارہ کرتا ہوا بولا۔ ”اس کو پہچانتے ہو۔“

”نہیں جناب۔“ وہ اس کو گھورتا ہوا بولا۔ ”لیکن

جناب جسارت کے لحاظ سے وہ اس سے ملتا جلتا ہے۔“
 ”اچھا تم جاؤ۔“ سپرنٹنڈنٹ اس کو باہر جانے
 کا اشارہ کرتا ہوا بولا۔

مٹھوڑی دیر بعد جیکب ایک عورت کے ساتھ اندر داخل ہوا
 عورت کبہ رہی تھی۔۔۔۔۔ ”ٹیکسی جانے کے بعد وہ کافی دیر تک
 گم سم کھڑا رہا۔ پھر میرے فلیٹ والی مہارت میں داخل ہو کر دوسری
 سڑک پر چلا گیا تھا۔۔۔ اور پھر۔“

”اور تو۔“ باتیں کم کرو۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ اس کو ٹوکتے
 ہوئے بولا۔ ”اسے پہچانتی ہو یا نہیں۔“ وہ اسل کی جانب
 اشارہ کرتا ہوا بولا!

”کیوں نہیں پہچانوں گی۔۔۔ یہ اسل ہے جس نے کئی
 سال قبل ہارورڈ اسٹریٹ کے سامنے والا بجک بکھا تھا۔۔۔ اور
 آج کل شاید بچکے پر رہا ہو اسے۔“

”کیا یہ وہ آدمی نہیں ہے۔“ جیکب نے عورت سے
 سوال کیا۔

وہ مٹھوڑی دیر اس کو گھورتی رہی۔۔۔ پھر فیصلہ کن انداز
 میں بولی ”نہیں۔۔۔ یہ وہ آدمی نہیں ہو سکتا اس کی شکل و شبہات
 اس سے قدرے مختلف ہے لیکن قد اس سے ملتا جلتا ہے۔۔۔۔۔
 میں بھوٹ نہیں بول سکتی۔“

”اچھا تم جاسکتی ہو۔“ سپرنٹنڈنٹ عورت کو رہا
 جانے کا اشارہ کرتا ہوا۔ اسل سے بولا۔ ”صرف قذوقامت میں تم
 تبدیلی نہیں کر سکتے۔“

”لیکن کیا ان غیر یقینی گواہوں کے بل بوتے مجھ کو گرفتار
 کرنا چاہتے ہو۔“ اسل طنز پر انداز میں بولا
 ”لیکن یاد رکھو اس بار میں عدالت میں تم لوگوں کو اچھی
 طرح دیکھ لوں گا۔“

”ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ سپنیل کو اپنے ہاتھوں میں

مسلما ہوا بولا۔

”کیسے تم لوگ سیدھے ہمارے مکان پر کیسے آ گئے؟“

ارسل نے جیکب سے سوال کیا

ٹیکس کا ڈسٹرکٹ پاس سے ہم کو کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا تھا

جس پر ایک قون بنیہ درجہ تھا جو تحقیق کرنے پر شکی کا ثبوت ہوا!

ارسل خاموشی سے مسکراتا رہا۔

”پھر اب تم لوگوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟“

تقریباً اگلے تھے ہوئے بولا

”ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ اسے گھورتا ہوا بولا ”پنا بیان

دینے کے لئے تیار ہو جاؤ!“

”بیان؟“ ایسا ہی ایک بیان میں نے آج سے پانچ

سال قبل بھی دیا تھا مگر اس وقت حالات دوسرے تھے!“

”نیا دو باتیں مت بناؤ تم کو جرائم کا اعتراف کرنا ہی پڑے

گا۔“ جیکب اسے گھورتا ہوا بولا

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ مجھے جرائم کے اقبال سے

انکار ہے۔“ ارسل پر سکون انداز میں بولا

”تمہارے انکار کی کوئی اہمیت نہیں یہ گواہ تمہاری ساری

شہنشی ختم کر دیں گے؟“

”کیا تم لوگ اب بھی ان غیر یقینی گواہوں پر اعتماد کر کے

مجھے عدالت میں پیش کر سکو گے؟“

اور اس وقت تم لوگ کیا کرو گے جب عدالت میں جاگن

ایک بار پھر پیش ہو گا لیکن اس بار وہ یہ کہے گا کہ پانچ سال قبل

اس نے بنگ لوثا تھا اور مجھے غلط سزا ملی تھی... اور شاید وہ

چار مہینے گواہ جنہوں نے پہلے میرے خلاف گواہی دی تھی ان

حالات میں میرے وکیل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے... لیکن سب

سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ واقعات پریس میں آئے تو پولیس

کی نیک نامی کا کیا ہو گا... میں تو...!“

”بندر کو کواں...“ رہا ہونے سے قبل تم سے

کہا گیا تھا کہ تم اس واقعے سے آنکھیں بند کر لو گے! جیکب نے

غصیلی آواز میں کہا۔

”ایسا ممکن ہے لیکن اگر تم لوگ اس موجودہ واقعے

سے آنکھیں بند کر لو!“ ارسل مسکراتا ہوا بولا

”کیا مطلب؟“ سپرنٹنڈنٹ نے غارتے ہوئے کہا

”مطلب صاف ہے۔“ جس وقت تم

لوگوں نے مجھے گرفتار کیا تھا میں ۱۵ ڈالر روزانہ ہاتھ...

میں اور شہلی ایک پڑوسرت زندگی گزار رہے تھے لیکن تم

لوگ پانچ سال کا معاوضہ محض ۲ ڈالر روزانہ کے حساب سے

دے رہے ہو جو قطعی ناکافی ہے... اور اس کے ساتھ ہی

مجھے اپنی پانچ سالہ اذیت ناک زندگی کو بھی فراموش کرنا پڑے!

”تم نے ٹیکس آفس سے تقریباً ۲ ہزار ڈالر کی رقم

لوٹی ہے!“ جیکب اسے گھورتا ہوا بولا

”میں نے ابھی اس پر غور نہیں کیا ہے کہ رقم کتنی ہے

تاہم یہ رقم میرا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہے!“

ارسل مسکراتا ہوا بولا

”ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ نے سختی سے اپنا ہونٹ

بچھین لیا۔ اس کے ماتھے پر ان گنت ٹھیکنیں ابھر آئیں۔

”کیوں؟“ کیا میں اب بھی زیرِ حراست ہوں؟

ارسل نے چھپتا ہوا سوال کیا۔

دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ارسل اپنی نشست

سے اٹھا اور ٹائی کی گرہ درست کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔

دونوں افسران کچھ نہیں بولے... البتہ سپرنٹنڈنٹ نے ”ٹیکس

آفس کیس“ کی فائل ایک الماری میں بند کر دی جس پر لال سیاہی

سے لکھا ہوا تھا

”غیر حل شدہ کیس!“

سب رنگ ڈھنگ